

# بعث مہدیؑ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا پہلا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا اور بنی آدم کو توحید کے پیغام کا سلسلہ شروع کیا۔ آدم علیہ السلام کے بعد دنیا میں پیغمبروں کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ بن عبد اللہ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔ آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت اللعالمین، شاہد و مبشر بنایا۔ اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمائی۔ اور شریعت کو مکمل کر دیا۔ قیامت تک کے لئے فرائض کے احکامات بتلا دیئے۔ وحدانیت کو قائم کر دیا۔ اللہ کے نبی محمد ﷺ نے آنے والوں کے لئے قرآن مجید دینی احکامات اور اپنی سنت پیش کر دی۔ قیامت تک ہونے والے واقعات بیان کر دیئے قصہ مختصر اللہ نے اپنا دین مکمل کر دیا۔ یہ سب ہو چکا مگر قرآن مجید کی آیتیں اور اللہ کے نبی نے ایک عیسیٰ علیہ السلام اور ایک دوسری ہستی کی مبعوثیت کے تعلق سے اُمت کو نصیحت کی۔ اللہ کے نبی نے ایک ایسی ہستی جو اہل بیت سے ہوگی اس کا ذکر کافی تفصیل سے کیا اور ان کی مبعوثیت کے تعلق سے متواتر احادیث بیان کی آپ نے اتنی اہمیت اور تفصیل سے اس ہستی کا خاندانی حسب، نسب، عادت و اخلاق تفصیل سے بیان کیا۔ اور اُمت کو خاص تاکید کی کہ سخت سے سخت مرحلوں سے بھی گزرنا پڑے تو جاؤ اور اس پر بیعت کرو۔

اب جب ہم ان احادیث و احکامات کو پیش نظر کرتے ہیں تو ہم کو غور و فکر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ آخر ایسی ہستی کی ضرورت کیوں ہے۔ آخر ایسے کون سے احکامات باقی رہ گئے ہیں۔ اُمت محمدیہ پر ایسی کونسی نئی چیز پیش کی جائے گی۔

آئیے ہم ذہن میں ابھرتے ہوئے ان منتشر خیالات و سوالات کی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں ایک مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر مخلوق چاہے وہ نباتات، حیوانات سے ہو یا انسان کی تخلیق ہو اس کے بنانے کا ایک مقصد ہے اگر ہم وہ مقصد کو سمجھ ہی نہیں سکتے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا ہے اس کے پیدا کرنا بیکار یا فضول ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی مقصد تخلیق ہی کو جانتے ہیں۔ بعثت مہدیؑ کو سمجھنے سے پہلے ہم کو سیرت حضور پاک ﷺ کو سمجھنے کی ضرورت ہے اس سے پہلے قرآن مجید کو سمجھنا پڑتا ہے اور اس سے پہلے ہم کو تخلیق آدم اور اللہ کی مصلحت اور انسانی فطرت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آئیے اب ہم آدم اور ان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ملائکہ و فرشتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں ایک نئی مخلوق کی تشکیل دینا چاہتا ہوں اور وہ میرا خلیفہ ہوگا تو فرشتوں نے جواب دیا کہ کیا ہم تیری عبادت نہیں کرتے ہیں، کیا تیرا حکم بجا نہیں لاتے اور تیری نئی مخلوق زمین پر شر و فساد کرے گی۔ اللہ نے جواب دیا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور حکم دیا میں جب اس کو بناؤ تو تم سب اس کو سجدہ کرو تمام فرشتوں نے اس کو سجدہ کیا۔ سوائے شیطان کے۔ اور اسی طرح ایک نئی مخلوق کی بنیاد پری جس کو ہم آدم کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنے۔ آدم کے بعد حوا کا وجود عمل میں آیا پھر یہ دونوں مرد و عورت یا یوں کہلئے میاں بیوی جنت میں زندگی بسر کرنے لگے۔ آدم نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ آدم و حوا کو جنت چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح سے دونوں سے یہ دنیا آباد ہوئی۔ آدم ابو بشر اور حوا ام البشر نے اور نسل انسانی کا نئی دنیا میں آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی غلطی کو معاف کیا اللہ کی وحدانیت تعلیمات کا بنی آدم کو وہ سبق سکھایا گیا۔ نیکی اور بدی کے راستے دکھلائے گئے۔ جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ خلقتم ہدی انسان کو پیدا کیا اور پھر (نیک و بد کی) راہ دکھلائی۔ اولاد آدم بڑھتی گئی۔ خاندان، قبیلہ بنا۔ قبیلہ سے قبیلہ ہوئے۔ قوم بڑھتی گئی اور زمین کے مختلف مقامات آباد ہوتے رہے۔ آدم کے بعد نبیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ لوگ گمراہ ہوتے رہے، توحید کا نام مٹنے لگا۔ پیغمبر آتے رہے۔ توحید کا پیغام سناتے رہے چند ہی عرصے کے بعد قوم

وحدانیت کے ساتھ شرک کے گناہ میں مرتکب ہوتی رہی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ بن عبد اللہ کو آخری نبی بنایا۔ آپ کو خاتم النبیین ﷺ بنا کر دنیا میں بھیجا۔ آپ کے ذریعہ کائنات اور مخلوق کائنات کے مقصد کا پیغام بھیجا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (سورہ الذاریات آیت ۵۶)

اور ہم نے جن و انسان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ سوائے اس کے ہماری عبادت کرے۔

مفسر اسلام ابن عباسؓ نے عبادت کے معنی کو معرفت بتلایا یعنی اللہ کی پہچان۔ تخلیق انسان کے بعد اس کو زندگی گزارنے کا راستہ بتانے کے ساتھ اب مقصد حیات سمجھایا جا رہا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ایحسب الانسان ان يترك سدى۔ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا (سورہ القیمہ آیت ۴۰-۳۶)

مقصد حیات کو دوسرے طریقے سے سمجھایا جا رہا ہے کہ تمہارے وجود کا مقصد ہے اس کو یوں ہی ایک کھیل تماشہ نہ سمجھنا اگر ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ”یوں ہی“ کا کیا مطلب ہے تو ہزاروں لاکھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ مقصد پیدائش پر غور کرنے قرآن مجید سنت رسول اللہ اور احادیث رسول سامنے آتے ہیں۔

اللہ کے نبی جو سارے عالموں کے لئے محسن کائنات اور رحمت بنا کر بھیجے گئے آپ نے وحدانیت کی شمع کو پھر روشن کرنا شروع کیا۔ جب کہ آپ کے دور میں توحید نام کی چیز نایاب ہو چکی تھی۔ اگر باقی بھی تھی تو شرک سے منسلک ہو کر اپنا صحیح مقام کھو چکی تھی۔ اللہ کے نبی کے مکہ مکرمہ سے توحید کی آواز بلند کی اور ۲۲ سال کے عرصہ میں توحید کا پیغام پھیلا یا لوگوں کو خالق واحد کی طرف جمع کیا۔ وحدانیت دنیا میں پھیلنے لگی۔

اللہ تعالیٰ نے مقصد تخلیق آدم اور بنی آدم کو سیدھا راہ بتلانے کے بعد اور سیدھی راہ کی کامیابی اس کے اجر کی خوشخبری و انعامات اپنی پہچان کو عملی جامہ دینے کا فیصلہ کیا تو ایک عینی شاہد کے لئے اپنے محبوب بندے بشر اعلیٰ کا انتخاب کیا جس کو عالم اسلام معراج نبوی کے نام سے جانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کو معراج کی خوشخبری دی وہاں سے بیت المقدس پھر آسمانوں کی دنیا میں شروع ہوا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو ساتوں آسمان جنت و دوزخ کی سیر کرائی۔ مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقات کرانے کے بعد سردار المنتہیٰ پہنچے اور حضور سے ارشاد فرمایا یہاں سے آپ اکیلے بڑھئے۔ اور اسی مقام پر میری حد ختم ہوتی ہے۔ بہر حال حضور تنہا نور خداوندی کے ہزاروں پردوں کو چاک کرتے ہوئے اللہ کی ملاقات کی اور ذات باری تعالیٰ کے دیدار سے شرف حاصل کیا۔ جسکو قرآن مجید نے بہت ہی واضح انداز میں مختلف آیات میں بیان کیا ہے۔

اللہ کے نبی ذات اللہ کو دیکھنے کی وجہ سے اللہ نے آپ کو قرآن مجید میں شاہد، مبشر کے خطاب سے نوازا۔ شاہد کے معنی آنکھ سے دیکھ کر گواہی دینے والے کے ہوتے ہیں۔ پہلے کے کسی بھی پیغمبر نے اللہ کی وحدانیت کی گواہی اللہ کے کلام سے سن کر کہی، کسی کو بھی ”شاہد“ بننے کا موقع نہ ملا۔ اللہ کے نبی کو ارشاد ہوتا ہے سورہ اخلاص میں قل هو اللہ احد..... کہہ دو اللہ ایک ہے۔ یہ نہیں کہا کہ قل یا ایہا الناس یا قل یا ایہا المؤمنون یعنی انسانوں یا مومنوں سے خطاب نہیں کیا بلکہ حضور سے کہلانے لگوا رہا ہے کہ کہہ دو اللہ ایک ہے اس لئے کہ آپ ہی اکیلے ”شاہد“ ہیں۔ (یہ ایک تفصیلی بحث ہے یہاں ہمارا موضوع نہیں ہے) سارا عرب معراج نبوی کے واقعہ سے حیران و پریشان ہوا۔ اتنا لمبا سفر حالانکہ ان دنوں صرف بیت المقدس کا راستہ ہی آٹھ دن کا ہوتا تھا جو لوگوں کی سمجھ سے بالکل باہر تھا۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ جن لوگوں کو توفیق تھی وہ آنا و صدق کہے اور صدیق کہلائے۔ اور کافی نئے مسلمان مرتد بھی ہوئے اور ساری دنیا نے حقیقت جان لی اب یہ سوال ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی کو اس سے پہلے

معراج ہوئی تھی یا نہیں جیسا کہ اللہ کے نبی کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی و کچھڑ کے حالات میں بھی نہ تھے۔ یعنی کہ تخلیق آدم بھی عمل میں نہیں آئی تھی۔ جب بھی حضور کا وجود موجود تھا۔ ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا پھر میرے نور سے کائنات کی ہر شے بنائی۔ جب ہم ان دونوں ارشادات پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آدم سے لے کر کائنات کی ہر شے حضور کی مرہون منت ہے اور آپ کا طفیل ہے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ اللہ اور اس کے نور کی تشکیل جو حضور کی شکل میں موجود تھی اور اس کے برخلاف کوئی شے بھی موجود نہ تھی۔ تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نور محمدی چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو یا کسی بھی حالات میں ہو اللہ سے دور نہ تھا ظاہری ہو یا باطنی اللہ کے ساتھ تھا اللہ کبیر حالت سے واقف تھا۔ جب یہ سب تھا تو پھر اتنی دھوم سے معراج کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ جبرئیل کا آنا، براق کو ساتھ لانا، بیت المقدس کا سفر، پھر تمام پیغمبروں کو جمع کرنا، حضور سے امامت کرانا، ساتوں آسمانوں میں خاص خاص پیغمبروں سے ملانا۔ جنت و دوزخ کی سیر کرانا اب یہ تمام باتیں غور کرتے ہیں۔ پہلا فرشتوں کے اعتراض کا جواب: دیکھو میں نے نہیں کہا تھا کہ تم نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں۔ وہی تشکیل بشر ہے جس پر تم کو اعتراض تھا وہ میری تمام مخلوق کا سب سے ممتاز ہے اس کو وہ مقام دیا گیا ہے جو آج تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور فرشتوں کے سردار جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے ملائکوں کو ماننا شرط ایمان میں سے ہے۔ ان کی بھی ایک حد ہے مگر میرے محبوب کی پہنچ اس سے بھی دور ہے۔

**پیغمبروں کی گواہی:** ہر پیغمبر سے گواہی لی گئی تھی کہ جب بھی آخری پیغمبر آئیں گے تم ان کی پیروی کرنا ان پیغمبروں کو ان کی زندگیوں میں موقع نہ ملا۔ مگر اللہ کی محبت نے ان تمام پیغمبروں کو حضور سے ملاقات کروادی۔ اور ان تمام پیغمبروں نے حضور کی امامت میں نماز ادا کی اور سردار انبیاء کے فیض سے مشرف ہوئے۔

**دیدار:** اب جو اہم پہلو یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے نور بشر کی حیثیت سے نور حقیقی اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا مگر بشر کی حالت میں اس دنیا سے جا کر بشریت کی حالت میں معراج میں دیکھا۔ اللہ کے محبوب بندے کو اللہ تعالیٰ نے سارے مخلوق کائنات جنت کے خوبصورت مناظر، دوزخ کی ہولناکیوں کو دکھلا کر اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا تاکہ کسی کو بھی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ کہہ دے کہ دیدار خدا ناممکن کہہ سکے۔ مقصد کائنات بنانے کا بھی مقصد صرف یہی تھا کہ ”میں پہچانا جاؤں“ تو حضور کی نظر سے پہچانا گیا۔ حضور کی زبان سے گواہی دلادی۔ حضور کی آنکھوں میں دیکھنے والوں نے دیکھ لیا اور ایک ضابطہ پیمانہ بنا دیا گیا کہ اپنی ذات کو تباہ کرو ذات کو فنا کرو تو مجھ کو پاؤ گے۔ اس ضابطہ پیمانہ کی دعوت عام دینے والے کی ضرورت تھی۔ اس دعوت عام کے لئے اور شخصیت کو آنا ضروری تھا وہ فنایت کے مقام کو بتانا ضروری تھا۔ وہ شخصیت میرے محبوب کی نسب سے ہوگی وہ میرے محبوب کے نقش قدم پر چلے گی اس کی تصدیق کرو۔ اسی لئے مہدی کی بعثت ضروری تھی۔ پیغام فنایت، طلب دید مولانا کو عام کرنا تھا۔ مہدی آئے اور گئے جس کو سمجھنا تھا جس کو پانا تھا وہ پالئے اور آئندہ بھی اپنے مقصد کو پالیں گے۔

اور اب ہم مصلحت خداوندی و فطرت انسانی پر غور کرتے ہیں اور اسی پہلو سے امام مہدی کی بعثت کی اہمیت کو پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

### بعثت مہدی مصلحت خداوندی و فطرت انسانی:

اللہ تعالیٰ خالق کل ہے اس کی مصلحت کو کوئی نہیں جانتا نہ اس کا کوئی وکیل ہے نہ کوئی مشیر اور وہ انسانی فطرت کو انسان سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو پیدا کیا اور بنی آدم سے دنیا کو آباد کیا جس سے نسل انسانی پھیلنے لگی خاندان بنا پھر قبیلے ہوئے قوم سے اقوام کا ظہور ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے توحید اور شریعت کے سلسلہ کو قائم کیا۔ انسان کو سیدھے راستے پر زندگی بسر کرنے کی راہ بتلائی گئی۔ جیسا کہ قرآن مجید کی

انسان بہت جلد برائی پر چلے جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام ہی کی زندگی میں عورت کے لئے پہلا قتل ہوا انسان دنیا سے زیادہ سے زیادہ راغب ہونے لگا۔ آدم کا دور ختم ہوا۔ پھر شیث علیہ السلام پیغمبر ہوئے۔ پھر نوح علیہ السلام پیغمبر بنے آپ نے (۱۰۰۰) سال کے قریب وحدانیت کی تعلیم دی۔ سوائے چند کہ کسی نے ایمان نہ لایا۔ پھر قوم نوح کو عذاب الہی نے صفحہ ہستی سے میٹ دیا۔ نوح کے ساتھیوں نے نسل انسانی بڑھی اسی لئے نوح کو ”آدم ثانی“ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد دیگر پیغمبر آتے رہے۔ جیسا کہ صالح علیہ السلام ان کی قوم کو بھی میٹ دیا۔ جیسا کہ لوط علیہ السلام ہود علیہ السلام وغیرہ۔ پھر ابراہیم علیہ السلام پھر موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام توحید کا پیغام پھیلاتے رہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ سے کلام کرنے کے لئے کچھ دنوں کے لئے گئے۔ اور جب قوم کی طرف آتے ہیں تو دیکھتے ہیں قوم کے کافی لوگ سامری کے بنائے ہوئے پچھڑے کی پوجا کرنے لگی ہے اور یہ جواز پیش کرتی ہے کہ ہم اللہ کی خوشنودی کے لئے یہ حرکت کر رہے ہیں۔ یہ ہے قوموں کا حال جو کچھ ہی عرصہ میں نافرمان بن جاتی ہے۔ توحید کو بھلانے لگتی ہے۔

آخر کار آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں ہر طرف کفر کا اندھیرا دین ابراہیم مٹ چکا تھا توحید باقی بھی تھی تو شرک سے مل کر ایک نئی شکل اختیار کر چکی تھی۔ آپ کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے جو مکمل مشرک تھے خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ کا پیغام حق ٹھکرادیتے ہیں آپ پر ظلم کی انتہا شروع کرتے ہیں۔ قوم کی جاہلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ عرب اپنی بیٹیوں کو صرف عزت اور غربت کی خاطر زمین میں زندہ دفن کر دیتے تھے۔ صدیوں کی دشمنی سالوں جنگ کرتے تھے کعبہ کے اطراف برہنہ طواف کرتے تھے۔ ایسے دور ایسے لوگوں کے اللہ اللہ کے بنی کو توحید کی تعلیم دینا تھا ان کے دلوں کی کدورت کو بت پرستی کی عظمت کو نکالنا تھا۔ ایسے حالات میں اللہ کے نبی ﷺ نے پیغام حق سنایا لوگوں کو توحید پر جمع کیا کلمہ طیبہ کی تلقین کی لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کا راستہ سکھلایا۔ شریعت و فرائض کے احکامات نافذ کئے۔ توحید کے نئے سلسلہ سے بنیاد ڈالی۔ نو مسلم کو جنت کی دلربا روئقیں، دوزخ کی ہولناکیوں، روزِ محشر کے عذاب سے ڈرایا۔ اور اپنی حیات پاک کے ختم تک مذہب اسلام کی تبلیغ کی۔

اللہ کے نبی کے دور حیات کے بعد انسان نے پھر جلد بازی کی۔ ایک انتشار برپا ہوا۔ خلافت کے انتخاب پر جھگڑا ہوا۔ ابو بکر صدیقؓ خلیفہ بنائے گئے۔ چند ہی دنوں میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ جس کو فرض قرار دیا گیا تھا اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ وقت کو تلوار میاں سے نکالنے کی دھمکی دینی پڑی پھر دوسرے خلیفہ عمرؓ خلافت کے دوران شہید کر دئے گئے۔ پھر عثمان غنیؓ خلیفہ بنائے گئے اتنا حد تک پہنچ گیا آپ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ پھر چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ بنے۔ آپ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت خاص الخاص سیاست پر مبنی تھی۔ پھر اس طرح تاریخ آگے بڑھتی ہے۔ یہ انسانی فطرت اچھائی اور برائی دونوں ساتھ چلتی رہی۔ مصلحت خداوندی دیکھئے اللہ تعالیٰ انسان پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا اور اسلام ایک فطری مذہب ہے اللہ کے کوئی احکامات غیر فطری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کرنے میں ۱۲ سال کے عرصہ میں پورا کیا۔ پہلی آیت میں اس کی برائی کی گئی اور حالت نشہ میں نماز کے قریب آنے سے روکا گیا۔ پھر آخر کار حرام قرار دیا گیا۔ حالانکہ شراب عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک بھی جائز تھی۔ شریعت محمدؐ کی بھی ممانعت شراب پہلے ہی سے مقدم ہو گئی تھی مگر اس کو آہستہ آہستہ ختم کیا گیا۔

مصلحت خداوندی اور انسانی فطرت کا جائزہ لینے کے بعد میرا یہ ایک ذاتی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء مصلحت یہی تھی کہ فرائض کی پابندی کے ساتھ توحید پر مکمل قائم ہونے کے بعد انسان کو فتنے سے نکل کر تقویٰ کی طرف اور اسلام کے بنیادی اصول سے نکال کر احسان کی طرف لے جانا

چاہتا تھا۔ عالیت کی افضلیت اور اس کی اہمیت کو سمجھانا چاہتا تھا قرآن مجید کے وہ احکامات جو خوشنودی اللہ ہیں اس کی اہمیت و فضیلت اللہ کی معرفت اللہ کی محبت و پہچان کی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرنا چاہتا تھا۔ اس تعلیم احسان کو خاص طور پر دعوت عام میں پیش کرنا تھا۔ مقصد حیات صرف اللہ اور اس کے نبی کی محبت دینا سے دوری؛ ذکر کی اہمیت اور اس پر عمل کی تاکید کے لئے ایک ایسی ہمتی کی مبعوثیت کی ضرورت تھی جس کا پیغام شریعت محمدیؐ کی عالیت بتانے فرائض اسلام کے مقام سے دعوت کو ظاہر کرے۔ اسی لئے مہدی کا آنا ضرورت دین بن جاتا ہے۔

امام مہدی کی بعثت کو ہم ایک اور پہلو سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تخلیق آدم کا مقصد اور قرآنی آیتوں کے پیش نظر بنی آدم کے مقصد حیات کو بیان کیا اور پھر معراج نبی محمد ﷺ کی اہمیت پر غور کیا۔ دوسرا پہلو مصلحت خداوندی و انسانی فطرت کا تفصیل سے جائزہ لیا۔ اب ہم قرآن مجید کی ان آیتوں اور شریعت کے اہم پہلو پر روشنی ڈالتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم دیتا ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے وہ فرض کی شکل اختیار کر جاتا ہے جس طرح کہ کئی حکوم کو اللہ کے نبی نے فرض قرار دیا جیسا کہ اسلام کے فرائض ہیں۔ کلمہ نماز، زکوٰۃ، روزہ حج

یہ تمام فرائض اسلام کے بنیادی اصول ٹھہرائے گئے۔ ان پر زبانی اور عملی عمل کرنا ایمان کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور دوسرے احکامات بھی نازل کئے اور اس کی اہمیت بھی بتلائی۔ ان کے ثواب اور اجر کی تفصیل سنت رسول اللہ ﷺ کے احادیث سے بھی ملتی ہے۔

☆ دنیا کی مذمت: اس کی برائی اس کے چاہنے والوں کی سزا

☆ ذکر: ذکر کی اہمیت؛ ذکر کے فضائل؛ ذکر کے اوقات

☆ نفس کشی: نفس کی برائی

یہ احکامات بھی آئے اور حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرو۔ اب ہم غور کرتے ہیں تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ احکامات و فرائض اور دوسرے احکامات کے عمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر فرائض احکامات اسلام کی بنیاد بن گئے۔ اب دوسرے احکامات کی اہمیت کو بار بار بتلایا گیا اور اس کے بے انتہا فضائل بتائے گئے۔ وہ احکامات کی اہمیت اور عمل کو تصوف جیسے نام دئے گئے۔ اور وہ صرف صوفیاء کرام و اولیاء اللہ کی ذاتوں تک محدود ہو کر رہ گیا۔ اب ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جو شریعت پر قائم رہتے ہوئے تعلیم احسان دنیا کو پیش کرے اور ایک ایسی جماعت کو تیار کرے جو قیامت نمودنہ حیات بنے رہے۔ روح اسلام اللہ کی معرفت کو لوگوں میں عام کر کے اللہ کے قریب پہنچانا تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو خلیفہ اللہ امام مہدیؑ کی شکل میں دنیا میں ظہور کیا۔ جو ایک ضرورت دین بن چکی تھی اس لئے مبعوثیت مہدی ضرورت دین بن گئی۔

اللہ کے فضل و کرم نے ہم نے مقصد تخلیق آدم اللہ کے نبی کی سنت و معراج نبوی اور اللہ تعالیٰ کی مصلحت و فطرت انسانی کے پہلوؤں سے ضرورت بعثت مہدی ثابت کرنے کی کوشش کی امید ہے کہ آپ غور و فکر کی دعوت دے گی۔

اللہ کے فضل سے خلیفہ اللہ مہدی موعود علیہ السلام کی دنیا میں آمد ہوئی۔ حق پرستوں کی ایک جماعت نے اس ہستی کی تصدیق کی آمنا و صدق کہا اللہ کے احکامات و خواہش و حکم رسول کو پورا کیا۔ اور اہل سنت کہلانے کے مستحق ہوئے۔

آئے اب ہم یہ دیکھتے ہیں خلیفہ اللہ امام مہدی جن کو ہم خلیفہ اللہ مانتے ہیں وہ مقصد حیات کو پورا کئے یا نہیں۔ سب سے پہلے ہمارے امام نے اپنی تعلیم کو قرآن و سنت پر پیش کیا ہے۔ آپ سے کسی نے ایک فقہی سوال کیا اس پر آپ نے جواب دیا کہ ”بندہ کا کام فقہی مسائل کو سمجھانے کا نہیں ہے بندہ تو صرف طلب دید کی دعوت دیتا ہے۔“ آپ نے ہزاروں لاکھوں پروانوں کو بندہ اور اللہ کے درمیان حجاب کو ختم کر کے معرفت کا راستہ بتلایا۔

شاہ خوند میر صدیق ولایت جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کو جاتے تو اکثر اصحاب رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے اور ایسی شخصیتوں کو دیکھنے کی خواہش کرتے اس پر آپ کے دوست کہتے کہ وہ دور کہاں اور ایسے لوگ اب کہاں پیدا ہو سکتے ہیں۔ شاہ خوند میرؒ جواب دیتے اللہ چاہا تو ہر بات ممکن ہے۔

جب امامنا کی آمد ہوئی آپ ملاقات کو چلے پہلی ہی نظر میں اپنے مقصد کو پالینے۔ امامنا نے جواب دیا بھائی خوند میرؒ چراغ اور تیل ساتھ لائے تھے بندہ نے روشن کر دیا، شاہ خوند میرؒ طلب خدا میں بھٹک رہے تھے اللہ کے خلیفہ نے ان کی بھٹک ختم کر دی اسی طرح ہزاروں عاشقوں کو طلب دید میں مدد ملی۔

امامنا کا ایک ارشاد ہے کہ اگر تم کو سات جنت بھی ملی تو آگے بڑھ جاؤ گے (یعنی قبول نہ کرو) انسان کو یوہی بنانے کی وجہ سمجھاتی ہے۔ جن وانس کی پیدائش کے مقصد کو سمجھاتی ہے۔ یہ ہے خلیفۃ اللہ کے فرمودات جو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ستر حجاب میٹھ دے۔ اب ہم آپ کو تعلیم ولایت کے ایک ایک فرض کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جس کا حاصل معرفت الہی ہی ہے۔

تعلیم امامنا کا خلاصہ عشق الہی ہے خوشنودی اللہ اور صرف اور صرف اللہ ہی اللہ ہے۔ فرائض ولایت کے جو راستے ہیں ذکر کثیر، ترک دنیا، صحبت صادقین، عزلت، توکل، طلب دیدار خدا، ہجرت ہیں۔ جس طرح ایک سیڑھی ہے اس کا ایک ایک قدم سیڑھی کے آخری سرے تک جاتا ہے اور وہ سر ایک منزل کو پہنچاتا ہے۔ اسی طرح صحبت صادقین، عزلت، گوشہ نشینی، ذکر، توکل، ہجرت، ترک دنیا، اللہ کی پہچان پیدا کرتا ہے۔ معرفت پیدا کرتا ہے۔ عشق الہی ہونے لگتی ہے۔ جذبہ عشق بڑھتا جاتا ہے۔ اور آخر کار ایک منزل آتی ہے جو خدا کے دیدار کی طرف لے جاتی ہے۔